جلد ۱۲ | بمبئی - دوشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۰۷ء | نمبر ۱۴

مقدمہ ہز اکسیلنسی

دنیا سے تنگ آگئے

بیچارے لارڈ کرزن بہادر ہندوستان سے کیا گئے گویا دنیا ہی سے کنارہ کش ہو گئے - اول ہندوستان چھوڑنے ہی کا کیا کم صدمہ تھا یہاں ہندوستانیوں کو شہ دیکر وہ چاہا روحجی شہرت حاصل کی تھی کہ کسیطرح اس سرزمین کو چھوڑ کر اونکا جی ہی نہیں چاہتا تھا مگر کیا کریں صدمہ ہی ایسا آ گیا کہ بہت ہی ذلیل ہو کر یہاں سے چلا جانا پڑا - اور گو خیال تھا کہ انگلستان میں جا کر ہرگز چین سے نہیں بیٹھینگے - پہلو تو لارڈ کچنر سے شکست کھانے تدارک کی اونھیں فکر ہو گی - علاوہ ازین ہندوستانیوں نے چلتے چلتے اوپر جو آنسو پونچھے چلے گئے تھے اونکا صدمہ نہ لینے دیں ....

کوئی بات او ٹھا نہ رکھینگے

بہر صورت اسکا تو کسیکو گمان بھی نہ تھا کہ ایسا تغیر پسند باہمت اور شہرت طلب شخص عمر بھر عزت و ناموری حاصل کرنیکے بعد اپنی زندگی کا خاتمہ ایک ذلیل کار نامہ پر کریگا - مگر خدا جانے دل دکھے ہوئے ہندوستانیوں نے کس قبولیت کے وقت اونکے حق میں بددعا کی تھی کہ جاتے وقت یہاں سے ذلیل ہو کر گئے اور انگلینڈ گئے تو آفات سماوی نے اونھیں سر اوٹھانیکی مہلت نہ دی - حسین بیوی کا دنیا سے اوٹھ جانا ایک ایسا صدمہ جانکاہ تھا کہ پھر اونھیں سنبھلنے نہ دیا - بڑی مشکل سے دل کو سمجھا منا کر بہ زور فرمایا اور دور کرنے پائے تھے - اور پولیٹیکل امور میں حصہ لینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ....

بیماری نے آدبوچا

ابہی تو علالت پیسنگ رہے ہیں - اور یہ خیال کر چلتے چلتے کوئی ایسا کام نکر سکے جس سے گذشتہ ذلت کا تدارک ہو جاتا اور بھی سوہان روح ہوتا ہے - سچ ہے بشنو ازین منظلومان کہ ہنگام دعا کردن ۔ اجابت از در حق بہر استقبال می آید ۔ ہندوستانیوں نے لارڈ صاحب کے جو جو عنایتیں کی تھیں اور ان کے خیال سے ہندوستانیوں کے سینے سے آہ و ولولہ نکلتی ہے - اور ممکن ہی نہیں کہ یہ آہ آہ رسا نہ ہو - اس حالت میں لارڈ صاحب کی نامرادیوں کی خبریں کسیطرح حیرت انگیز نہیں - بہرحال انکی حالت بہت ہی ابتر ہو گئی ہے - روز بروز مرض میں اضافہ ہو کر اور ڈاکٹر کو بھی انکی زندگی کی بابت شبہ پیدا ہو گیا ہے

لارڈ کرومر کو استعفا دینا پڑا

اگرچہ لارڈ کرومر نے مصر اور مصریوں کی اصلاح اور بہبودی مین زمین آسمان ایک کر دیا اور حتی الامکان سلطنت مصر کی درستی مین کسر نہین رکھا مگر مصری [illegible] لگے کہ وہ نہین ہر ایک بات مین برائی کا کوئی پہلو ضرور نظر آیا۔ انہون نے ہر سختی چپکا ہر ہر پہلے [illegible] رکھ دیا اور انکے ساتھ دولتیان جھاڑنی شروع کین وہ اسکے بعد اور پھر جلسے مین لارڈ صاحب کی حکمت عملی پر تبرا ہونے لگا۔ اخبار و نکو آزادی کی چاٹ جو لگائی تو وہ اور بھی کھل کھیلے بیچارے لارڈ کرومر ہی کو ہدف تیر ملامت بنا لیا۔ واہ دن کیسی کہ دیکھئے کہ آزادی تو دی تھی اسلئے کہ مصری اسکی قدر کرینگے۔ اور برٹش گورنمنٹ کی نعمتونکا اعتراف کرینگے۔ آزادی سے دیسی حکومت کے خلاف مین تقریر اور تحریر کرینگے مگر وہ تو جسکا جو تا اسیکا سر والا حساب ہوا۔ کیا سمجھے تھے اور کیا ہوا۔ بے ادب گستاخون نے اپنی چادر سے زیادہ پاؤن پھیلائے۔ مصر ہی مین پڑے بڑا یا کرتے تو کوئی پوچھتا تک نہین۔ ایک ذرا سی بات پر جامے سے باہر ہوگئے۔ بعض انگریزون سے بد ادبی کرنے پر چند مصریونکو ذرا سختی سے تنبیہ و تادیب کی گئی۔ تاکہ مصریون مین ادب و تمیز کا مادہ ٹھونس دیا جائے بس پھر کیا تھا۔ انٹھے اور بندہ دے مصری جنگے تو لندن اور فرانس اور یورپ بھر مین غل مچا دیا۔ یورپ والون کے کان بھی کھڑے ہوئے کہ اہن تہذیب کے ایسے لمبے چوڑے دعوون کے ساتھ یہ بد تہذیبی یا وحشت بڑا افسوس ہے خود لارڈ کرومر کو کیا ہوا۔ کہ انہون نے تہذیب کا دم مین ایک دھبہ سا باندھ دیا جس نے دیکھو لارڈ کرومر کے منہ آگئے۔ لارڈ صاحب کی طبیعت بھی ذرا مرکز اعتدال سے ہٹ گئی تھی نہ ان

علیگڈھی کمیشن

علیگڈھ کالج کی خرابیونکے اسباب دریافت کرنے کے لئے ایک کمیشن بیٹھی تھی۔ ابتدا مین تو بڑی شور اشوری رہی۔ کہ کمیشن بیٹھی ہے تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دکھائیگی۔ مدتون کے زنگ چھڑانیکے اسباب بتائیگی۔ یہ ہوگا۔ اور وہ ہوگا۔ تمام مسلمان اب تک انتظار کر رہے مین کہ دیکھئے کمیشن کیا کرتی ہے۔ یہ بھی سنا کہ کمیشن نے تحقیقات کر لی۔ اپنا فیصلہ بھی لکھ ڈالا۔ اور تمام کام بخیر و خوبی انجام پایا۔ ارے بھئی یہ تو بتاؤ کہ آخر ہوا کیا۔ کچھ نہین۔ کیا تحقیقات ہوئی معلوم نہین۔ کیا باتین قائم ہوئین معلوم نہین! کیا فیصلہ ہوا معلوم نہین! آخر یہ سارا دفتر کیا ہوا۔ گاؤ خورد! پھر اب کیا ہوگا۔ خدا جانے! آخر مسلمانون سے نتیجہ تحقیقات کیون چھپایا جاتا ہے؟ کیا یہ کالج مسلمانون کا نہین ہے؟ کیا مسلمانون نے کالج مین مدد نہین دی؟ کیا کالج کے ٹرسٹی اور سکرٹری اور پروفیسر ہند کے مسلمانون سے زیادہ کالج کے خیر خواہ ہین۔ کیا جنسے ہزارون باتین بنا بنا کے کالج کے نام سے روپیہ لیا گیا ہی اس لائق نہین ہین کہ کمیشن کو فیصلہ کی اونہین اطلاع دیجائے۔ پاسکرٹری اور اسٹاف اور ٹرسٹی جنکی رسی روگی و صلکی ہی ہے اور انکے ایسے عیوب ظاہر کئے گئے ہین کہ بیانکا ظاہر کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ کالج

بیگمصاحبہ بھوپال

وہ جو کہا کرتے ہین کہ ایک عورت کی روشنخیالی خاندان بھر کا نام اوجیا دیتی ہے۔ بس یہہ مثل بھوپال پر خوب صادق آتی ہے۔ زہے نصیب اوس ریاست کے جسکی رئیسہ رعایا کی بہبودی اور فلاح پر ہمہ تن متوجہ اور مصروف ہو جائے رئیسہ بھوپال نے تھوڑے دن ہوئے تقسیم انعام کے جلسے مین اپنے خیالات ظاہر فرمائے تھے جن سے یہ مترشح ہوتا تھا کہ بیگمصاحبہ کو رعایا سے از حد ہمدردی ہے۔ اور بیگم صاحبہ نے عموماً مسلمانون اور خصوصاً بھوپالیون کے تنزل اور خرابیون کا سبب اصلی دریافت کر لیا ہے۔ بیگم صاحبہ نے اپنی تقریر مین بڑا افسوس اس بات پر کیا تھا کہ بھوپال کے رئیسون اور جاگیرداروں کو اپنے بچون کی تعلیم پر مطلق توجہ نہین۔ اب تازہ خبر یہ سنی گئی کہ بیگم صاحبہ نے ریاست مین دورہ کرتے ہوئے اکثر اضلاع ریاست مین مدرسے کھول دئے ہین۔ کہ غربائے ریاست علم کی برکتون سے محروم نہین رہ سکا۔ اور رعایا کی عدم توجہی اور تعلیم کے نام سے بدکنے سے بیگمصاحبہ کو بدول اور شکستہ خاطر نہین ہونا چاہئے۔ ہتیلی پر سرسون جمانا نہین ہے ایسی باتون کے نتیجے تو مدتون مین نکلتے ہین نتیجے نکلنے پر نکلینگے اسکا ہمیہ کرینگے موجودین کہ بیگمصاحبہ کی سعی اکارت کبھی نہین جائیگی

کہیں تو انصاف ہوگا

اس میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا ہماری عادل گورنمنٹ کے تمام اصول انصاف پر مبنی ہیں۔ صرف ہم میں استقلال چاہیے اور جائز طریقے وہ انصاف حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایک حاکم کی غلطی یا ظلم سے یہ نتیجہ اخذ کرلینا کہ عدالت میں ہماری دادرسی ہو ہی نہیں سکتی۔ بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اخبار پنجابی کو جب پہلی عدالت سے سزا ہوئی۔ تو تمام دیسی اخباروں نے بہت بیجا طریقہ سے شور و غل مچانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ایک بدلگام اخبار نے یہ بھی لکھ دیا کہ اس قسم کے مقدمہ میں کیسے ہی قابل وکیل و بیرسٹر کی مدد کیوں نہ لیجائے مگر یہ امید ہی نہیں رکھنا چاہیے کہ عدالت مجرم کو بری کرے گی۔ اس سے نتیجہ پایا جاتا ہے کہ ہماری گورنمنٹ ظالم ہے اور جب وہ کوئی شکار تاک لیتی ہے تو کوئی قانون اسکے پنجہ سے اوس شکار کو چھڑا نہیں سکتا۔ کیا یہ گورنمنٹ کی عدل گستری پر بیجا الزام نہیں ہے۔ اور اگر ایسے ایڈیٹر کو سزا دی گئی تو اسکا کسی کو رنج ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ ہمیں پوری قوت سے عدالت سے چارہ جوئی کرنی چاہیے۔ اور اگر ہم سچے ہیں تو ضرور ہماری دادرسی ہوگی یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ اخبار پنجابی کے مالک و ایڈیٹر کسی حد تک راستی پر ہیں یا نہیں مگر وہ بیقصور ہیں تو کہیں نہ کہیں داد مل ہی جائیگی ہم

عدالت سے چارہ جوئی

کیلئے گنجائش باقی ہے۔ پہلی سزا تو واقعی بہت سخت تھی اور اسکے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل کیا گیا تو گو ملزم بیقصور نہیں ٹھہرے۔ اور وہی جرم اونپر عائد رہا جو پہلی عدالت میں قایم ہوا تھا۔ مگر جج صاحبان ہائیکورٹ نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ سزا بہت سخت دی گئی۔ اسلئے اوسمیں تخفیف کی گئی کہ بجای سخت سزائے قید کے سزائے محض دی گئی اسکے سوائے عدالت اولی کے فیصلے میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔ مالک و ایڈیٹر اخبار کو چونکہ برٹش انصاف کا پورا یقین ہے اور عدالت عالیہ کے فیصلے سے بھی تشفی نہیں ہوئی اسلئے وہ آگے قدم بڑھانیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ لوگوں میں جوش پھیلا ہوا ہے۔ مگر ہم اسے کسی طرح نظر استحسان سے نہیں دیکھ سکتے۔ جلسوں کا انعقاد اور شخصی معاملہ پر پولیٹیکل رنگ چڑھا کر پبلک کو برانگیختہ کرنا سخت حماقت ہے اور گورنمنٹ پر اسکا اچھا اثر نہیں پڑ سکتا۔ ہمیں یہ خیال بھی نہیں کرنا چاہیے کہ عدالت نے ظلم کیا۔ اگر سزا بیجا ہے تو اسکی وجہ محض ججوں کی غلطی ہے اور قانوناً اوس غلطی کے رفع کرنیکا جو طریقہ ہے اوسی پر ہمیں عمل کرنا چاہیے پریوی کونسل میں مقدمہ کی اچھی طرح چھان بین ہوگی۔ اور یقین کامل ہے کہ اگر پنجابی بیقصور ہے تو پریوی کونسل ضرور ہندوستان کی دونوں عدالتوں کے فیصلے کو منسوخ کریگی خدا ہمیں صبر دے اور بیجا شورش سے بچائے تو ہم گورنمنٹ سے پورا پورا انصاف لے سکتے ہیں۔

مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب

حضرات اہل اسلام اس امر کے شاکی پائے جاتے ہیں کہ کلام الٰہی سے اب ادب اٹھتا جاتا ہے اور جیسی جیسی روایتیں پچھلے لوگوں سے قرآن مجید کے متعلق سنتے آئے ہیں اونمیں سے اب کوئی بات ظہور میں نہیں آتی افسوس ہم اپنے اعمال تو دیکھتے نہیں اور شکایت کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ کلام پاک جسکی شان میں آنحضرت صلعم کا قول جلیل ہے کہ میں اپنے بعد تم میں دو چیزیں (اپنی آل اور قرآن) چھوڑ جاتا ہوں۔ انکی تعظیم و تکریم کرنا تمہارے لیے باعث فلاح و بہبودی ہے۔ لیکن افسوس کہ اسی قرآن کی ہمارے بعض مسلمان بھائی (خدا انکا بیڑا غرق کرے) ایسی بے ادبی اور بے عزتی کرتے ہیں کہ غیر مذہب والے بھی شرما جاتے ہیں اکثر مطبع والے قرآن مجید کے بوسیدہ پاروں اور ورقوں کے متعلق اشتہارات و اخبارات پر لپیٹنے کے کام میں لاتے ہیں لعنت ہو اون مردودوں پر۔ ہمارے دفتر میں پنجاب کے اکثر اخبار ایسے آئے کہ جن پر بجائے ردی کے سپاروں کے ورق لپیٹے ہوئے تھے پرسوں ہمارے ایک معزز دوست نے [illegible] پوسٹ سے خبر دی ہے کہ یہاں قرآن پاک کے اکثر پیکٹ بھیجے جاتے ہیں جنکو عام پارسلوں کی طرح بندھے ہوئے ادھر سے ادھر اوٹھا کر پھینکتے ہیں اور پیروں سے کچلتے ہیں۔ اور سر پر بیٹھ جاتے ہیں۔ بھلا انہیں کون منع کرے انکو اس سے کیا مطلب کہ یہ مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے ہم امید کرتے ہیں کہ معزز معاصرین و مالکان مطابع و تاجران کتب آئندہ ایسی ناشائستہ حرکتوں سے باز آکر خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں گے۔ ورنہ یاد رہے جو غضب آجکل ہندوستان پر نازل ہو رہا ہے اوس سے زیادہ تر اور پر نازل ہوگا اگر جناب تو خدا کی نعمت کرلا گرہی ہے۔

منشیوں پر قیامت آگئی

بعض منشی صاحبان جو ملکی اور غیر ملکی انگریزوں کو اردو پڑھایا کرتے تھے اب ہوائیاں اڑاتے پھرتے ہیں۔ اُن کا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے۔ زبان خشک ہوئی جاتی ہے۔ بات زبان سے نہیں نکلتی کہ یہ بلا ناگہاں کہاں سے آگئی۔ مطلب یہ کہ اب انکا حقہ پانی بند ہوا جاتا ہے۔ اصل اصلیت یہ ہے کہ بعض حضرات جنکے روزگار کے ذریعے ہر طرف بند ہوتے تھے اُردو میں تھوڑی لیاقت بہم پہنچا کے بطور معلم اب انگریزوں کو اردو پڑھانے کی مشق کر لیتے تھے۔ اُردو کی تو تعلیم ادھر انگریز کو بغیر ہلدی اور پھٹکری کے رنگ چوکھا آتا تھا۔ انگریز بیچارے بھی ویسے ہی کورے رہتے تھے جیسے امتحان کے قبل ہوا کرتے تھے۔ انگریز ویسیوں کی انگریزی پر اتنا ہنستے ہوں گے جتنا ہم انگریزوں کی اردو پر ہنستے تھے۔ برسوں انگریزوں کی زبان کو اُردو کے قالب میں ڈھالتے تھے مگر پھر وہی ڈھاک کے تین پات اور جو کچھ اسباب ہوں رہ جوں گے۔ مگر ایک بڑا سبب یہ بھی تھا کہ انگریزوں کو اُردو پڑھانے والے خود اُردو نہیں جانتے

ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

اول جبکہ انگریزوں نے اس بھید کو پا لیا۔ انہیں منشیوں کے سکھائے پڑھائے انگریزوں نے اپنے استادوں کے کان کترنے کی ٹھہرائی اور گورنمنٹ کو متوجہ کر دیا کہ ان بیہودہ منشیوں کی وجہ سے کار طفلان تمام میشود۔ یا تو سرے سے انہیں دیس نکالا دیا جائے یا ان کے سینگ کاٹ کے انکو بچھڑوں میں لایا جائے۔ گورنمنٹ نے یہ تجویز سوچی کہ منشیوں کیلئے ایک امتحان مقرر کرنا ضروری ہے۔ جو امتحان میں کامیاب ہوں انکو انگریزوں کو تعلیم دینے کی اجازت دیجائے اور جو ناکام ہوں ان کی دم میں نمدا باندھا جائے۔ وہ چاہے تو پھر پڑھ کر ڈبل منشی بن سکتا ہے۔ امتحان کی اس وجہ فیس ہوگی [illegible]

غنچۂ جاوید

خدا کا شکر ہے کہ زمانہ کی ترقی نے ہندوستانیوں کی آنکھیں بھی کھول دی ہیں۔ جہاں لوگ صنعت و حرفت کی ردی حالت سے متاثر ہو کر اسکی ترقی کے درپے ہوگئے ہیں وہاں علم کے قالب مردہ میں نئی جان پھونکنے کا بھی شوق پیدا ہو گیا ہے۔ اور زبانیں تو زمانہ کے ساتھ ترقی کرتی گئیں۔ مگر زبان اُردو کی حالت ابتک روبانحطاط رہی۔ غیر زبانوں کا ہندوستان پر استقدر تسلط ہو گیا کہ رفتہ رفتہ اُردو کا شوق دلوں سے زائل ہونے لگا۔ مگر اب بعض علم دوست حضرات کی اس طرف توجہ ہوگئی ہے جس سے یہ امید پیدا ہوگئی ہے کہ اگر اسیطرح اس شوق میں ترقی رہی تو عجب نہیں کہ پھر زبان اُردو کا ساری عالم میں ڈنکا بج جائے۔ مگر اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے کہ قوم بے اعتنائی سے اس شوق پر بہت جلد اوس ڈال دیتی ہے اور مالی نقصان کے متحمل نہ ہو سکنے کے باعث ساعیان ترقی کو اپنی کوشش سے ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے۔ تاہم بعض علم دوست صاحب ایسے ہی نکل آتے ہیں کہ کوئی ناکامی انکی ہمت کو پست نہیں کر سکتی۔ بمبئی میں منشی کاظم حسین صاحب حسرت لکھنوی غنچۂ جاوید کی اشاعت سے اُردو ادب کو زندہ کرنیکا بیڑا اُٹھایا ہے اور جو استقلال ابتک ظاہر ہوا ہے اوس سے یقین ہے کہ آخر میں ضرور کامیابی کا سہرا انکے سر رہیگا۔ ایک حصہ میں قابل نثاروں کے بہت اعلیٰ درجہ کے مضامین نثر اور ایک حصہ میں استادان سخن کا منتخب کلام نظم اور ایک اچھوتا ناول شائع ہوتا ہے۔ ہم منشی صاحبکو اس مبارک کوشش کی مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اونہیں مخبری زمانہ سے [illegible]

امیر کو چین کہاں

ابھی ابھی تو ہندوستان کے سفر سے فارغ ہوئے تھے مگر پھر تھکن اچھی طرح سے سنایا بھی نہ ہوگا کہ حضرت کو وطن کی سوجھی۔ تو بیٹھے سے بیگار بھلی چلو کچھ دنوں دولت خداداد افغانستان کے طول و عرض کو بھی دیکھ لیں۔ ہندوستان کے سفر نے خدا جانے کیا کیا باتیں اور کون کونسی مصلحتیں ان پر منکشف کر دیئے ہیں۔ امیر کی گہری نظروں نے ہندوستان کے نظم و نسق سلطنت کے نقوش بیب متفرق سے آخر کچھ اصلاحیں قابل تقلید دیکھی ہوں گی۔ اُن مفید اصلاحوں کا رواج دینا مرتبع و محل دیکھکر ہی مناسب ہو گا۔ اور مناسب موقع و محل افغانی محلوں کی چار دیواری میں کسطرح نظر آ سکتے ہیں۔ نہ اخبار نہ تار نہ ریل نہ جہاز عمال سلطنت ان چیزوں سے واقف ہی نہیں ع رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔ ناچار آپ کا نج جانا کہ خود ہی چپہ چپہ بچشم خود نقص دیکھ بھال کرنی پڑیگی۔ اور پھر صرف دیکھ بھال ہی نہیں ایک چپہ اور ہر کام ایسا ہزاروں تمیز کی باتیں اور عمل آئیں گی۔ افغانی بد ظن ملا اور اون کے معتقدین کے خیالات کا بھی اندازہ ہو جائیگا۔ اپنی رفتار روکتا ہے اور کسی بد ظنی بھی رفع کرنیکی کوشش کیجائیگی۔ زمین کے ترانے جاننے والے یورپ میں تو ہر جگہ پہنچے ہی ہیں۔ اس سفر وسیلۂ الظفر میں افغانی زمین کا چپہ چپہ دیکھ لیا جائیگا۔ اور جس قطعہ میں زمین شگافی نظر میں کسی کا رآمد چیز کا پتہ لگائیں گی اوسکے اوگلوانیکے سامان کئے جائیں گے۔ افغانی دماغوں میں تعلیم کا بیج لگانیکا خیال بھی پیش نظر ہے۔ بعض بعض اضلاع میں تو مدرسے بھی قائم ہو گئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ افغانی طبیعتیں کس نئی اور انوکھی بات کو کس طرح قبول کرتی ہیں۔ اسکا بھی پتہ [illegible]

[illegible]

صد آفرین آنریبل ابراہیم رحمت اللہ

ہفتہ گزشتہ کو انجمن اسلام بمبئی کا سالانہ تقسیم انعام کا جلسہ ہوا جسکے صدر گورنر بمبئی کے کاؤنسلر آنریبل مسٹر سیوڈر سیکٹری تھے۔ یہ وہی صاحب ہین جنہون نے کمشنری سندہ کے زمانہ مین وہان کے مسلمانون سے بڑی ہمدردی ظاہر کی تھی اور بعض مسلمانون کو کچھ عہدے بھی دئے تھے جسپر حضرات ہنود نے باوجود مسلمان غریب ہمدردی کے وعدون کے وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا تھا کہ توبہ ہی بھلی! خیر تو تقسیم انعامات وغیرہ کے بعد صدر جلسہ نے ایک تقریر کی جس مین دبی زبان اور کھلے الفاظ مسلمانون کی بیعلمی اور جہالت کا شکوہ تھا اور اسبات پر افسوس کیا گیا تھا کہ مسلمانون کی آنکھین ابتک نہین کھلتین اور انکو اپنے تنزل کا احساس نہین ہوتا۔ وہ چاہتے ہین کہ گورنمنٹ انکو بلا لیاقت اسامیان دے اور بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کرے۔ صدر نے کہا خود میرے پاس جب مین سندہ کا کمشنر تھا بیسیون مسلمان ایسے آئے جو کسی کام کے قابل نہ تھے مگر مین انکو یقین دلاتا ہون کہ بے لیاقت آدمیون کو بڑی ذمہ داری کے عہدون پر مامور کرنے سے نہ صرف گورنمنٹ کے انتظام مین خلل واقع ہوگا بلکہ خود مسلمانون کو نقصان عظیم پہنچیگا تحصیل لیاقت پر مسلمان مائل نہ ہونگے اسکے علاوہ اور قومون کو شکایت کے مواقع ملینگے۔ اسی قسم کے اور چند فقرے صاحب بہادر نے فرمائے۔ انجمن کے صدر سر کریم بھائی نے صدر کا شکریہ ادا کیا۔ آنریبل ابراہیم رحمت اللہ نے اس

مسلمانون کی ہمدردی کا اعتراف

ہے (اگر اعتراف نہ ہوتا تو صدارت کی تکلیف ہی کیون دیتے) مگر سب سے زیادہ سچے مسلمانون کی بیعلمی کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا۔ اور بیعلمی کی وجہ سے سرکاری عہدون سے محروم ہے کا جو کچھ ذکر کیا میری دلیری کو معاف کیجیے اگر مین یہ کہون کہ مسلمان اس سے اتفاق نہین کرسکتے۔ مسلمانون کو گورنمنٹی ملازمت نہ دینے کا یہ عذر بالکل لنگ ہے۔ مسلمان یہ مانتے ہین کہ ان مین اعلیٰ تعلیم یافتہ اتنے نہین ہین جتنے پارسیون اور ہندؤون مین پائے جاتے ہین۔ مگر سوال یہ ہے کہ جتنے مسلمانون نے اعلیٰ تعلیم پائی ہے کیا ان کو انصافاً ان کا حق پورا دیا گیا ہے (کیا یہ کہنا قابل تسلیم ہے کہ اب مسلمانون مین اعلیٰ تعلیم یافتہ نہین ہین؟ کیا اب گورنمنٹ کا یہ عذر صحیح مانا جاسکتا ہے کہ گورنمنٹ مسلمانون کو اسلئے عہدے نہین دیسکتی کہ ان مین کوئی تعلیم یافتہ نہین ہے؟ بیسیون مثالین اسکی دیجاسکتی ہین کہ اگر مواقع پر اچھے قابل اور لائق مسلمان پیش کئے گئے مگر چونکہ مسلمان بیزبان ہین ہنگامہ برپا کرنا نہین جانتے۔ سرکاری خیرخواہی کے جوش مین برسون سے گمنام ساکت بیٹھے ہین ان کے حقوق سے چشم پوشی کیجاتی ہے۔ اور جو ذرا ذرا سی بات پر مقابلہ کو تیار ہو جاتے ہین اونکی رعایتین کیجاتی ہین۔ جناب صدر صاحب! مسلمان کوئی مہربانی نہین چاہتے بلکہ انصاف چاہتے ہین اسمین گورنمنٹ کا کوئی قصور نہین ہے بلکہ مسلمانون ہی کا قصور ہے کہ انہین اپنے حقوق لینا نہین آتا

[illegible]

آخر کہانتک انتظار!

بمبئی کے دیسی اخبار ہند سوراج کے ایڈیٹر چمن لال سے چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ نے چھ مہینہ کی مدت کے لئے نیک چلنی کی ضمانت لی تھی اور تاکید کیجی دیا تھا کہ لالہ جی ذرا سنبھل کے رہنا کہین پھر وہی رنگ سے باہر ہو جاؤ۔ اور گورنمنٹ کے خلاف بکنے لگو تو تم جانو۔ قرار واقعی مرمت کر دیجائیگی وہ ہوتا پرشاد نے اسوقت تو مان لیا اور دفتر مین آکے سوچنے لگے کہ کہین یکبخت ضمانت کی مدت جلد ختم ہو جائے تو پھر لنگوٹ مین پھاگ کھیلین۔ سچ کہا ہے کہ انتظار کا زمانہ بڑا ہی سخت ہوتا ہے۔ اسی سے تو الانتظار اشد من الموت کہتے ہین۔ کچھ دنون تک تو بیچارے نے بہت ہی قبض اور ضبط سے کام لیا۔ یہانتک کہ پیٹ اپھر گیا۔ رنگین چیچڑیان بادگولہ سے بڑھکر ضبط کے باد مخالف نے گدگدیان دینی شروع کی۔ ادھر انگون نے بھی اور کھنچنا شروع کیا ہوگا کہ کیون بچہ کہان گئے وہ چٹپٹے بول وہ بڑے بڑے فقرے چپت لگا کر ہاتھ پھیر پھیر کر کہنا اور ستایا کرتے تھے۔ بس ایکبار دنگل مین ساری گیدڑ بھپکی باقی رہی ہے۔ ذرا اب کچھ لکھو تو جانین کہ بڑے سپاہی کے باولے ہو بس پھر قوم کا آگیا بھروسون مین۔ فوراً انتظار کے دم مین کھٹکا باندھا اپنے پرچے مین چھاپ ہی تو دی۔ گورنمنٹ کی لکڑیون سے بچکے بھلا کہان جاسکتا ہے۔ دھر لئے گئے بچہ۔ اب آنے والے کا حال معلوم ہوگا۔ گورنمنٹ منظور کی وہ لاؤ نگی کرنے سے ماچین کھل جائینگی۔ ابھی تو مقدمہ در پیش ہے۔ خدا جانے انجام کیا ہوگا۔ سر دست تو حوالات مین بیٹھے گنگنا رہے ہین دست بدست

معرکہ آرائی

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

لالون کے لال پنچون کے گرو گھنٹال میرزا قادیانی دجال۔ جان کے ہو کال۔ آپکا نامہ نگار تو کا پھیلایا ہوا ہے جال۔ معشوقون کے گال آپکے دربار مین سر رسیدہ آتے ہین جیسے کنگال۔ نامہ نگار۔ اجی قبلہ پنچ پینک مین سے ہوشیار ہوتے ہو یا نہین۔ پنچ۔ ارے میان تم کون ہو۔ نامہ نگار۔ جناب۔ آپنے ابھی تک پہچانا نہین۔ اجی جناب مین وہی ہون۔ ارے کچھ نام تو بتاؤ گے یا نہین۔ اجی پیر و مرشد مین وہی ہون وہی۔ جسکا ہندو مسلمان دعوا کرتے ہین۔ آہا کیا آپ اتفاق ہین۔ جی ہان۔ آئیے آئیے توبہ لاحول ولا قوۃ۔ آپ بھی کوئی آدمی ہین یا گھن چکر۔ اجی ذرا ڈیوڑھی کے باہر بھی آئے یا نہین۔ ابھی حاضر ہوا۔ فریاد فریاد ہے توبہ توبہ۔ یہ کون ہے۔ کس کی فریاد کیسی فریاد۔ اجی حضور۔ کیا پوچھتے ہو۔ کافرون نے ظلم کیا۔ غضب ہو گیا۔ تشریف تو رکھئے کہئے کیا واقعہ ہے۔ جناب بس آپ ہندوؤن سے جو اتفاق رکھنے کی صلاح دیا کرتے ہین اب معاف رکھئے۔ سبب۔ او ہو ابھی آپکو سب ہی نہین معلوم۔ کیا آپ اورنگ آباد سے واقف تو نہین ہو گئے کہ جن کی جان اور مال کو بڑھکر عبادت گاہ توڑ کر دیول بننے والی تھی مگر وہ رب العزت کو منظور ہی نہین کہ سوائے وحدہ لاشریک کے جھوٹے معبودون کو وہان رکھے۔ بیشک بیشک۔ ایک روز ایسا آنیوالا ہے کہ کل دنیا کی باطل پرستی اوٹھ جاویگی اور

سوائے اللہ اکبر کے نہ کوئی بتاوے۔ بیچارا نہ بجاوے۔ اجی تو جناب یہ کیسی الٹی گنگا بہی ہے کہ مسجد ڈنکا بجانے جا رہا تھا۔ ہائین یہ کیا کہہ رہے ہو کیا حمایت برٹش گورنمنٹ کے راج مین کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ اجی قبلہ برٹش مین ہی کیا ہندو انگریزی ہی راج مین تو کیا خود مسلمانون کے راج مین کر رہے ہین۔ ارے توبہ توبہ وہ کونسی ایسی اسلامی سلطنت ہے کہ جہان مسلمان بادشاہ ہو۔ اور وہان مسجد توڑ کر دیول بنے۔ اجی پنچ۔ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہئے کہئے۔ اجی اورنگ آباد مین جو حضور نظام دکن کا ایک صوبہ ہے۔ ہائین ہائین یہ کیا بک رہے ہو وہی اورنگ آباد جسکے اتحت جالنہ ہے جو کہ محرم مین ہندوؤن کو گھنگرو لگانے نہین دیتا بلکہ تعلقدار صاحب نے اون ہندوؤن کو لگانے کے واسطے اجازت بھی دیدی تھی۔ جی ہان وہی اورنگ آباد دکن ہے۔ بھلا تو جلد کہو کیا ہوا۔ اور کیا واقعہ ہوا۔ جیسا سنئے کہ آجکل اورنگ آباد کیا۔ کل علاقہ نظام مین مارواڑیون کا زور ہے۔ اور سب سے بڑھکر اتفاق ہے اور مسلمانون مین نااتفاقی ہے۔ مارواڑیون کا حال معلوم ہے۔ اورنگ آباد کے جوہری محلہ مین ایک مسجد قدیم اور قریب اسکے پارسناتھ کا ایک دیول ہے جو وہان کے ایک بڑے دولتمند مارواڑی سیٹھ نے مسجد کے چو طرف دیوار کی بنا ڈالی۔ اور دیوار مین اوسی مسجد کے پتھر لگانے شروع کر دئیے۔ اور مسجد کے صحن مین جو قبرین تھین اون مین سے بھی ایک دو قبرین اوکھاڑ ڈالین۔ اب صرف ایک منبر۔ دیوار بلا مرمت باقی ہے۔ اور سامنے منبر کے ایک تیل گھر ہے۔ مارواڑی نے اوسے

کبوتر خانہ بت بنایا ہے۔ خدا کی شان۔ اوہر ایک مسلمان جیراسی کا گذر ہوا۔ وہ دیوار مین جو طرہ لگا دروازہ دکھایا ہے اور سبز گنبدی کی صورت دیکھکر اسے بہت ہی رنج ہوا اور اوسیوقت جاکر اپنے افسر بالا کو اطلاع دی۔ حکام بالا نے جو آکر دیکھا تو واقعی مسجد اور قبرین توڑی جا رہی ہین۔ اور کل ہندو معمار کام کر رہے ہین اور منبر کے سامنے جو تہ خانہ ہے وہ چاروں طرف سے صاف کی ہوئی ہے اور جو کھونٹی لگی ہوئی ہے اوسے جاکر دیکھا تو دو چار بت نئے رکھے ہوئے ہین اور روزانہ پوجا پاٹ ہوتی ہے جب یہ کیفیت حکام عالی کو معلوم ہوئی تو بڑے بڑے افسرون نے جاکر دیکھا۔ اور سیٹھ صاحب پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ حکام اورنگ آباد کیا کرتے ہین۔

اچھا مولانا پنچ رخصت۔ نتیجہ سے آپکو بعد مین اطلاع دیجاویگی۔

راقم غنچ — از عالم دکن

جعفر کوئی یار اگر جھیر پھاڑ ہو
تو بھی کھسر پھسر گھپڑم گھپاڑ ہو

حضرت سلامت۔ آج مادولت کی ادولت [illegible] خامہ فرسائی سیوقت کی تنہائی آہوئے صحرائی کی طرح اچھلا کھین مارتے یارون کی بستی [illegible] تو بنگالیون کے جوش کا ذمہ گر ایک کی تندی نے مادولت کے سارے کئے کرائے کو نقش بر آب کر دیا۔ آخر بھائی کا تو ڑا [illegible] ٹٹو کی طرح میدان کارزار مین ادھیل کر بیسود بچانے کو آ پہنچے۔ بقول شخصے مردہ بھی چاہا [illegible]

سنئے بنگالیون کی بات پانچ سال پچاس مین
اگر بعض ایڈیٹران اخبار اون کے ہمزبان ہوکر
سوادیشی سودیشی کے آوازے بندے ماترم کے
نعرے لگا رہے ہین۔ ابھی ابھی چند روز ہوئے
ہمارے ایک مخلص کے یہان سے بھاگلپوری
پارچون کا پیکٹ کھٹ پٹ پہونچا۔ یہ ننگ ستر
عجائب مجاب سکے شور مچانیوالے بال کی کھال
نکالنے والے دیکھتے ہی مضحکہ اوڑانے لگے کوئی
بولا وام جاوہ ہے۔ کسی نے کہا کپڑا موٹا جھوٹا
ہے سب نہین تحریک سودیشی ہے قوم وملک کا
خاطر؛ یہ پارٹیشن کے جھگڑے ہین یہ پارٹیشن
کے جھگڑے ہین؛ اور سنئے ایک صاحب کے
یہان مجلس میلاد منعقد ہوئی۔ دو صاحب پڑھنے
کو تشریف لائے۔ ایک سر پہ دوہری ٹوپی
ڈھار۔ دوسرے فیشنے جوتے دستار۔ ایک
نے کچھ وہبرد ہرایا۔ دوسرے نے بھی پھر ہرایا
کوئی بولا اب ہم نکے نہین ہم۔ دوسرے نے کہا
اب ہونا چاہیے ختم۔ پہلے پڑھنے والے نے کہا اچھا
دوسرے نے ارشاد فرمایا نزاتو کا بچہ۔ وہ بولے
تو مرغ پدر۔ یہ گفت تو یہ لو۔ اونہون نے کہا
مین پڑھا ذن تیرے باپ دادا کو۔ اونہون
بچوڑا مین سکھاؤن آوے جو۔ جب بڑھی
بہت تو تڑین مین۔ لوگون نے کہا مین مین
ہی ہین سچ خودی نے ہزارون کو چوپٹ کیا۔
اور سنئے ایک صاحب رفیق پنچ مطبوعہ ۲۰
فروری سنہ ۱۹۰۸ء مین ہی لکھیہ کر لوگون نے بعد
غور کامل (اسمین کیا آپ بھی ہین شامل ایجاب)
جناب عبدالرحمن خان صاحب رئیس خلف رشید
حافظ عبدالکریم خان صاحب چیف جسٹس حیدرآباد
دکن منتخب کر دئیے۔ ابھی کوئی بات ہے یارون
نے تو بہت بناوٹ سجاوٹ کے ساتھ نامہ پر

سر پٹکا مگر آپنے انکار کیا اور ارشاد فرمایا۔
کہ فصلون کے جھگڑے ہین۔ سب کی توڑ جوڑ
باتون کی مار دھاڑ اچھی بری برداشت کرنا
اچھا نہین۔ ابھی ہزارون سچے جھوٹے الزامات
بے بات کی بات لگی لپٹی لگا دینگے۔ اسکا
کیا نتیجہ۔ حضور ذرا ادہر متوجہ ہوجئے سو
غالب گمان جو واعظ پڑگیا ہے؛ ایسا ہی ہے
کوئی کہ سب اچھا کہین جیسے؛ اور سنئے
عرصے سے مولانا فصلی کا دور دورہ بڑے
تان بان سے جما ہوا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ
گرمی کا زور شور ہے جب سے فصلی کا زور
ہے اب فصلی بند ہوئی تو حضرات جہان
نے دھما دھمی کرکے دو چار روز کے بعد شہر
پلیگ کی دعوت کردی۔ اہل حضرت ہین
کہ دنیا دنی سے نا شستی فیر چہرہ رہے ہین؛
روز بروز آپکے ستم کا جھنڈا اونچا ہی ہوتا
جاتا ہے۔ یاران طریقت نماز کیلئے مسجدون
مین پہر گھسیٹتے جوتی چٹکارتے دکھائی دیتے مگر
سہ فصلی و نقلی تھی نماز و ماز؛ اب پلیگی
نماز پڑھتے ہین؛

بقلم پچھیادر کے نئے ملنے والے
بیٹے بے دھڑک شہر ای

مذہب اسلام کیا پرنور ہے

صداقت وحقانیت کی ماہیت کیا ہے اوران
خوبیون سے کس کی ذات عالیہ مزین ہے
اب دولت مشتاقان صدق وصفا کو صلائے
عام دیتے ہین کہ کوہ وصحرا کی خاک چھاننا ترک
کرکے آستانۂ پنچ بہادر پہ ناک رگڑین
تو خود سے بیشتر اونکو معلوم ہوجائیگا
کہ ہماری بینائی اور انجمن کا تقریب ہے

ورنہ آفتاب صداقت تو ہر جگہ اپنی نورانی
شعاعین پھیلا رہا ہے۔ بھیا پنچ بہادر تمہاری
تو نئی ابالی اسپ سے بھی جب گزر زیادہ ترقی
کرے۔ آپکو کچھ معلوم ہے کہ ان دنون یورپ
مین کیا کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ بڑے بڑے
ریشائیل پادری کنواری ننون کے دامن
پکڑے ہوئے صلیب کے سامنے گھٹنے ٹیک کر
کہتے ہین کہ اے ہمارے آسمانی پدر باپ
اور ہم نالائقون کے لئے صلیب پر لٹک جانے
والے پوپلے بیٹے ہماری کوششین گو زشتہ
ہو رہی ہین اور کوئی اثر اونکا نہین ہوتا ہر
طرف سے ہجاد مایوسی اور نا امیدی کی خوفناک
صورتین نظر آرہی ہین۔ ہمارا زبردست
حریف شکست فاش دیچکا ہے اور اسکی
جلوہ آرائی مہر تابان سے زیادہ روشن
ہو رہی ہے۔ گوشہ گوشہ اوسکے نور عالم فروز
سے منور ہو رہا ہے اور ہمارے ٹمٹماتے ہوئے
چراغ سے ایک تاریک گوشہ بھی روشن نہین
ہوتا ہے توسیع مذہب کے لئے بڑے بڑے
خاجانے تردید پھیلا رہے ہین افسانہ وخیین
پھیلانے کی سینکڑون ترکیبین کر رہے ہین
مگر افریقہ والون پر ہمارے افسون کا کچھ اثر
نہین ہوتا۔ انکی دلچسپی کے لئے اسفید رنگ
مہجبال تن کا گروہ ساتھ لئے پھرتے ہین
جنہون نے مسیح کے لئے اپنا شباب اور جوبن
وقف کر رکھا ہے مگر پھر بھی افریقی بلند
اونچی جانب نگاہ اور شکار نہین دیکھتے بلکہ انکو
سفید بطنین جانکر مزیے شکار کرلیتے ہین۔
اور ہماری جاروب صفت داڑھیون سے
لاحول کنان گریز کرتے ہین۔ ایک مذہب اسلام
ہے کہ اوسکی اشاعت کیلئے نہ تو کوئی جماعت

اور نہ کوئی باقاعدہ دشمن ہے اوسکو قدیمی
ہیرو۔ بزدل۔ کم ہمت اور آجکل زمانہ مین ہمکو
علماء مین باہم وہ تکفیر بازیکا زور شور ہے کہ خارج
خاموش خانم بھی اون کے نام سے تھرا اوٹھتی
ہین تاہم افریقی ملک کا گوشہ گوشہ اس سے
نورافگن ہو رہا ہے۔ اور ہر طرف سے کلمۂ توحید
کی صدا جاری جانون کو پیغام دے رہی ہے۔ اگر
ایک قریہ مین کوئی مسلمان صرف مسافرانہ حیثیت
ہی سے وارد ہو جاتا ہے تو تمام قریہ مسلمان
ہو جاتا ہے۔ اور ہم حشرات الارض گروہ کو ساتھ
لئے پھرتے ہین تو بھی کچھ اثر نہین ہوتا۔ ہائے
ہائے ہمکو تو خوف اس بات کا ہے کہ اگر یہی
حالت رہی تو ایک روز افریقہ کے دس کروڑ باشندے
سب کے سب اسلام کے جان نثار نظر آئینگے
اے یورپ والو۔ کیا اب بھی اسلام کی حقانیت
مین کوئی شک نہین۔ جبکہ اطالیہ کا وزیر
اپنی ایک تقریر مین کہتا ہے کہ مجھے کامل تحقیقات
کے بعد تجربہ ہوا ہے کہ افریقہ مین ترکی رسوخ
بڑھ رہا ہے اور خلیفۃ المسلمین جناب سلطان المعظم
کی عقیدت مندیکا سکہ ہر جگہ بیٹھا ہوا ہے۔
خانہ بدوش اور خود مختارانہ زندگی بسر کرنے
والے افریقی خود بخود خلافت عثمانیہ کے
گرویدہ خاطر بن رہے ہین۔ اور اسپر یہ
اور غضب کی بات ہے کہ تمام افریقہ مین اسلام
کی محبت کا تخم بویا گیا ہے۔ اور افریقی باشندے
جوق در جوق اوسمین شامل ہو رہے ہین۔
یورپ والون کو افریقی اپنا سخت عدو جانی
جانتے ہین۔ اون کے نام سے نفرت کرتے ہین
ترکی سلطنت کی محبت سے جرمن فائدہ اوٹھا رہا
ہے اور ہر جگہ اوسکا بھی زور شور ہے۔ جرمنی
نے سلطنت عثمانیہ کی محبت کی آڑ مین بہت
کچھ رسوخ افریقہ مین پیدا کر لیا ہے۔ افریقی
باشندے اگرچہ سیاہ رو اور سیاہ جلد ہین۔
مگر اون کے پہلوؤن کو چیر کر دیکھا جائے
تو اونکا دل مذہب اسلام کی خوبیون سے بھرا
ہوا اور منور نظر آئیگا۔ یورپ کو خوف زدہ
رہنا چاہئے۔ ایک روز تمام خطہ نور اسلام
سے جگمگا اوٹھیگا۔ اور اوس وقت ہاتھ ملکر
رہ جانا پڑیگا۔ اللہ اکبر افریقہ مین
ترکی رسوخ اور توسیع اسلام سے اطالین
وزیر کے بدن مین رعشہ پڑ رہا ہے اور
انکے بدن مین زلزلہ پیدا ہو گیا ہے مگر انکو
دیکھنا چاہیے کہ آخر اسلام نے اس درجہ
ترقی کیون کی۔ کیا اسمین کوئی خوبی نہین
ہے۔ اسکا جواب یہی ہے کہ اسلام صرف
اپنی صداقت اور خوبیون سے شعاع خورشید
کو بھی مات کر رہا ہے۔ اور یہی صداقت
اسکو ایک دن تمام عالم مین افضل و برتر
بنائے رہیگی۔ کہان ہین تثلیث کی بڑ ہانکنے
والے بھلا یہ بھی کوئی مذہب ہے کہ ایک سے
تین اور تین بحیثیت مجموعی ایک۔ گویا ایک
اور تین کے تسلسل مین مسیحی مذہب پھنسا
ہوا ہے۔ اب اطالین کو اپنی خواہشات
پر نفرین بھیجنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ طرابلس
الغرب کی حرص اسے برباد کر دے اور جیبین
ڈھیلی ہو جائین۔ ذرا صبر و تحمل سے کام لو
اور دیکھو کہ اسلام کس درجہ ترقی کرتا ہے۔

راقم

شرافت کا مخزن صداقت کا چشمہ
اگر ہے جہان مین تو اسلام ہی ہے

بقلم

شمشیر صداقت

کمبخت نے بہت ستایا

بمبئی پنچ بہادر آج دو دن سے بڑی جلدی سے
تیزی سے کمبخت نے سخت پریشان کیا۔ ہائے
کمبخت نے بڑا اودھم مچایا۔ تھوڑی پنچ کی بھائی
پنچ کی جوانی ہیچ۔ بیچارے پنچ کی۔ ہین ہین
کیا کسی پولیس رشوت خوار نے ستایا یا
کسی خوشامدی میونسپل کمشنر نے پریشان کیا
یا کسی معشوق جفا جو نے ناک مین دم کر دیا یا
کسی رقیب روسیاہ نے راہ کانٹی یا کسی رنڈی
مستانی نے مسخری۔ یا کسی لونڈے نے اودھم
مچائی۔ یا کسی بھنگی نے جوتی جمائی۔ یا کسی نامہ نگار
نے حیران کیا۔ یا کسی ایڈیٹر اخبار نے پشیمان
کیا۔ اجی نہین۔ اگر کوئی پولیس رشوت خوار
ستاتا تو وہ ڈنڈے رسید کرتا کہ میان کی
توند شریف پچک کر پیٹھ مین مل جاتی اور پیٹی
غائب غلہ بانی کا باہر جاتی۔ اگر کوئی خوشامدی
دسترخوان کی بلی یعنی میونسپل کمشنر دق کرتا
فرانس جاؤ کے بچے پردہ وہ محرمی تلوار بٹے
کا ہاتھ صاف کرتے کہ اونکا مرم مین تلوار ہی
بند کرانا بھول جاتا۔ مگر ان دسترخوان کی بلیون
کی گستاخی کون ہے۔ ہزار ٹین ٹین کین کین
کرین۔ لاکھ گھس بیٹھ کرین مگر بیکار۔ اور
بعض کالے بابو ایسے ہین جنکے کان اونچا کھڑا
ہو جاتا ہے اگر کوئی ہرتی چڑھنے والا ہو تو
اوسکی دال ہی نہ گلے۔ اسلئے مابدولت نے
کہا ہے ناسہ کالے بابو نے بہت تنگ کیا
مدت تک : یا کبھی کوئی جلدی سے پھر بیٹھ گئے
اگر کوئی معشوق جفا جو ہماری ہماری
نہین سنتا تو کھونسے مین باندھکر گائی بیلون
کی طرح گھاس پھوس کھلا کر مستقیم ہو جاتا

ایسا زعشق ہے نہیں کر ذرا سی بھی توجہ ہو
ہاتھ پیر جوڑ نیکو تیار ہو جائیں۔ حضرت سلامت
کا ذرا عشق کم فہیچ بالانشین ہے؛ جہان تو وہ
عشق ہی نہیں جس سے ناک میں دم آئے۔ اگر
کوئی رقیب روسیہ کالے ناگ کی طرح پھنکار
ہمارے لطف میں مخل ہوتا زکمبخت کی آنت نکال
ڈالتا مگر انسے کیا ہوتا ہے سو موذیوں کو کاغذ
سے کیسے کٹے ہے راہ عشق؛ کون کہتا ہے کہ رونا
جانا بند ہو جائیگا۔ اگر کوئی رنڈی مستانی کیسرتی
تو وہ سریل بیل کی ٹہرائیے آپکے منہ میں۔ اسکی
آپکے منہ میں۔ کیبل ہی آپکے منہ میں۔ اگر جاتی
آپکے منہ میں اور یہان تک رگھیدتی آپ کے
منہ میں۔ اگر کوئی لکھنو کا لونڈا وودھم مچاتا تو
اسکے ہاتھ پیر سر ناک۔ دانت۔ ہاتھ کو ایسا
جکڑ بند باندھے مکار دنیا ساز سادہ ہودون کو
کمل کاٹنے والے تخت پر چڑھکے بل لیتے
سارے سانگ جی ہیرگ ہو جاتے۔ اگر کوئی جنگلی
جوتی جماتی تو اسے احمد پانی کی سرائے میں قید
کر دیتے کہ پاخانہ کو ترس جاتی اور تمام امیدوارون
کے بٹن بولجاتی۔ کہئیے صاحب۔ ایک پاخانہ اور دو
امیدوار۔ اگر کوئی نامہ نگار حیران کرتا کہ کیا تہا
آپکے دفتر میں پہنچ "کمبخت کو کچھ نہیں آتا" ہے تو
کچھ نہیں جانتا۔ نیا نیا نامہ نگاریکا شوق ہوا ہے
شاعرون کے نام کو ہنستا ہے۔ ذرا میری
شاگردی اختیار کرے۔ ذرا دو چار سال خوار
ہو لے۔ ذرا معلومات کا ذخیرہ جمع کرے۔ ورنہ
دہ وہ عقابی ڈنڈے پڑینگے کہ گھر کا رستہ
بھول جائیگا؛ ایسی ہی ایسی دس بیس سنا دیتے
بس بچارے نامہ نگار صاحب گم ہو جاتے اگر نکل چلتے
اگر کوئی ایڈیٹر اخبار پریشان کرتا تو نسخہ آسان ہوا
ہے دو چار یارون سے کہکر یا خود کوئی اخبار
بار رسالہ مین لکھدیتے کہ فلان اخبار ہمارے پاس
ہمارے پاس ہمارے پاس ہفتون سے نہین
آیا ہے۔ دو چار کارڈ بھی لکھے لیکن جواب ندارد
اتنے مین تو بیچارے ایڈیٹر صاحب ٹین بول
جاتے۔ ارے بھئی آخر کیا ہوا جو آپ شئے روز شل اِیٹر
واصبتا مچاتے چلے آتے ہین۔ آپکی تحریر کیا
شیطان کی آنت ہو۔ سارے جہان کی باتین
آئین بائین شائین ہانکتے اور مطلب کی ایک
بھی نہین۔ ارے وہ تو بڑا چھو کچھ کہتے نہین
بنتی اور بے سکے بھی نہین۔ پہر کچھ سناؤ کچھ
بتاؤ شاید مجھسے تمہاری مدد ہو سکے۔ اجی یار
پنچ بہادر کیا کہین۔ دیکھو شہر لاہور ایک چھوٹا
موٹا بستی اور بسنے والے بھی غریب غربا مگر
حضرت طاعون علیہ اللعنہ اور ہیضہ ہین کہ
دونون ملکر دنادن شتاشتی فیر پہ فیر
چھوڑ رہے ہین۔ ہندو مسلمان کسی کے ساتھ
رعایت نہین۔ لڑکا ہو یا بڈھا خاص اسکی
اونہین پروا نہین۔ خدا جانے اپکی کہان پڑی
جاتے ہین موت کھینچ انکو بلائے جا رہے ہین
اور پھر بھی حاجت پوری نہین ہوتی۔ لو جلدی
خبر لو۔ نہین تو مارے گہونسون کے کہوپڑی شریف
صاف کر دینگے۔ کیا خوب ع ٹھوکر لگے پہاڑ
کی اور توڑین گھر کی سیل؛ بقلم ہم پنچ

جاسوسونکی رپورٹین

تیسور کے اُن جنگلون مین جہان چندن وغیرہ
خوشبودار درخت ہین اونہین ایک قسم کا مرض
پھیلا ہے جس سے قیمتی درخت برباد ہو رہے ہین
علاج بتلانیوالے کو ریاست ۱۰ ہزار انعام دیگی۔
گذشتہ شب یکشنبہ کو لاہور مین دو علانیہ
زلزلے محسوس ہوئے پہلا زلزلہ ۲ بجے ایک شکوا اور
دوسرا نصف شکو محسوس ہوا۔ نوشہرہ سے بھی
زلزلہ کی خبر آئی۔
باجوڑہ مین ؛ بارش یکم اپریل سے ہو رہی تھی ۱۲
اپریل کی شب وادی کلو مین بھی زلزلہ آیا۔
وادی کولار دہرہ مین سخت بارش کی باعث
مقامات کولار و ڈالی اسٹیشن کے بیچ لائن پر ۵۰
فٹ مربع پہاڑ کھسک پڑا۔ راستہ مسدود ہے

لندن کے مقام کرائیڈن سے ایک ٹرام ویگنز کی جانب جارہی تھی یکایک ٹرام الٹ گئی ۵۰ اشخاص مجروح ۲ ہلاک ہوئے ۔

سٹیمر آلبین برسٹل کے قریب چٹان سے ٹکرا گیا ۔ اسپر ۱۰۰ مسافر برائی تفریح سوار تھے سب مسافر بچ گئے ۔

ٹیچین کے نواب صاحب ابراہیم خان کی رسم تخت نشینی آیندہ ۱۹ اپریل کو منائی جائیگی ۔ مبارک !

بنگلوری کی ریلوے لائن میسور اسٹیشن سے ۹ میل تک بوجہ بارش بہہ گئی ۔ مسافر نہیں جاسکتے ڈاک وغیرہ بدستور جاری ہے ۔ مرمت ہو رہی ہے

اکنوڑہ کی پہاڑیوں میں پچھلے ۳ سال میں ۵۰ شیروں نے ۱۰۰ عورتوں کا شکار کیا ایک شیر مارا گیا تھا ۔ دوسرا موجود ہے جو گاہے گاہے نقصان مویشیوں اور آدمیوں کا کر جاتا ہے اسکے مارنے کی فکریں ہو رہی ہیں ۔

کشمیر میں بوجہ غیر معمولی ہوا اور بارش کے میوہ جات کے نقصان کا احتمال ہے ۔

آگرہ آباد سے ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ شالاملی زرگر نے ایک اور زرگر کو لکھدیا کہ بعوض ۵۰ روپیہ خرچہ شادی کے وہ اپنی بیوی کو اسکی تحویل میں دیدیگا ۔ چنانچہ کاغذ تیار کر کے رقم وصول کی گئی ۔ اور بیوی اسکے حوالہ کی گئی ۔ ممساۃ کی والدہ نے طرفین کو لکھدیا کہ شالاملی جب چاہے ۵۰ روپیہ دیکر اپنی بیوی واپس لے سکتا ہے ۔ پولیس نے اطلاع پاکر تینوں کو گرفتار کر کے پیش عدالت کیا عدالت سشن ممساۃ کی والدہ اور طرفین کو ۱۸ ماہ اور ۱۸ ماہ قید سخت کی سزا دی

ضلع نینی تال کے ایک قصبہ میں ایک شخص کے دو بیویاں تھیں ۔ بڑی بیوی نے اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں موقعہ پاکر کند چھری سے اپنی چھوٹی سوت کا گلا کاٹ ڈالا اور پھر اپنا اور مقتولہ کا تمام زیور سارا ناک چھپا دیا اور شور مچانے لگی کہ دو ڈاکو چوروں نے میری سوت کو مار ڈالا اور تمام زیور لوٹ لیگئے پولیس فوراً موقعۂ واردات پر پہنچی اور بعد تحقیقات سشن سپرد کی گئی ۔ مقدمہ زیر تجویز ہے نتیجہ سے بعد میں اطلاع دیجائیگی ۔

شہر ہبلی شور کے قریب آجکل ایک خونخوار شیر نمودار ہوا ہے ۔ یہ اکثر جانوروں کو اٹھا لیگیا ۔ عوام میں تشویش پھیل گئی ہے ۔ شوقین شکاری اسکے درپے ہیں ۔

کلکتہ کے معماروں کی ہڑتال موقوف ہوگئی اب وہ بجائے ۸ کے ۱۰ روزانہ اجرت پانے لگے ۔ تعمیر مکانات کے کام میں معمار لگ گئے ۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارہ میں مرزائے قادیانی نے پیشگوئی کی ہے کہ وہ ہیضہ یا طاعون سے مریگا ۔

کوئمبٹور میں پارچہ بافی کا سودیشی کارخانہ جاری ہوا گورنر مدراس نے خود افتتاح فرمایا ۔

مسٹر سپوریج پر الزام ہے کہ کارخانہ جوٹ میں آگ لگائی ۹ مئی تاریخ کو ڈھاکہ میں مقدمہ ہوگا

کلکتہ میں اسمٰعیل و نظیر دو مسلمان ایک عورت پر عاشق تھے ۔ اسمٰعیل نے ایک روز اپنے رقیب کی دعوت کی ۔ کھانا کھانے کے بعد دونوں باغ میں ٹہلنے لگے ۔ اسمٰعیل نے پوشیدہ طور سے نظیر پر بندوق چھونک دی ۔ قریب کے لوگوں نے اسمٰعیل کو گرفتار کیا ۔ نظیر اسپتال میں نازک حالت میں ہے ۔ اسمٰعیل پولیس کی حوالات میں ہے ۔ عنقریب مقدمہ پیش ہوگا نتیجہ سے اطلاع دیجائیگی ۔

خسرام میں بیحد طاعون کا زور بندھا رہا تھا ایک ماہ سے طاعون نے ہلچل مچا رکھی تھی لیکن اب خدا کا فضل ہے ۔ ہر خاص و عام کو دعا مانگنے کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا تھا ۔ چنانچہ ایک محلہ کے لوگوں نے کچھ چندہ وصول کیا اور تمام بزرگوں کے مزاروں پر چادر چڑھانے کی تجویز کی ۔ ۱۰ اپریل کو ۴ بجے صبح کے وقت سب اکٹھے ہوکر ایک مزار پر جو کہ شہر سے نصف میل دور ہے اس کام کیلئے جانے لگے ۔ ان میں سے ایک نوجوان دس بیس قدم آگے جارہا تھا ۔ اتفاق سے رستہ میں ایک شیر بیٹھا ہوا تھا وہ نوجوان اسے دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑا اسکے گرنے پر اور لوگ بڑھے تو شیر کی بو معلوم ہوئی غور کر کے دیکھنے پر شیر نظر آیا ان سبھوں نے شور مچایا تو شیر بھاگ گیا ۔ اور وہ شخص ایک گھنٹہ بعد ہوش میں آیا ۔ (راقم ایس ۔ اے صدیقی)

پھر بادل پھٹا

پھر بادل پھٹا اور اسی عشرتناک نظارے کی گرم بازاری ہوئی جس نے پیشتر اپنے حیرتناک اثر سے دنیا بھر کو ہکا بکا کر دیا تھا۔ وہ منظر جو خاک وطن کے مرشدوں کے لئے نہ صرف حیرت افزا بلکہ دست استعجاب تھا۔ وہ سین جو ملکی بہبودی کے شیدائیوں کے لئے بے انتہا مسرت کا موجب ہوا۔ وہ مژدہ جس نے ہندوستان کے دوران تنزل کی تاریخ میں صرف پہلے ہی بار اپنی مسرت انگیز جھلک دکھلائی یہ تھا کہ ہندوستان کے تمام معزز اور مقتدر پیپرز نے مسلسل تجربات اور مشاہدات کے بعد ہماری قابل قدر ایجاد کے تعریفی ریویو لکھے تھے اور ایک مشہور امریکن اخبار کے معزز ایڈیٹر نے ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں ہندوستان کی نئی تحقیقات کے عنوان سے پرسنل کالم میں ہمارے پیارے وطن کے دن پھرنے کی بشارت دی تھی وہ ہمارے نو ایجاد قابل قدر بال اڑانے کے صابن کی ترکیب اور اجزا پر بھڑک اٹھا تھا اور اسے ہماری ملکی ترقی کا پیش خیمہ سمجھ کر نہایت خوش ہوا تھا +

جس ملک میں بالخصوص ایجاد و صنعت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہو وہاں کے افراد بھلا اس قسم کی قابل قدر ایجاد کو سرسری نظر سے چھوڑ سکتے ہیں؟ نہیں! بلکہ دنوں ہفتوں اور مہینوں تک غور و فکر کرکے اسکی جانچ پڑتال میں اپنے قیمتی وقت کا بہت سا حصہ صرف کرتے ہیں۔ اور جب تک ہر پہلو پر اس کے حسن و قبح پر حاوی نہ ہو لیں مطمئن نہیں ہوتے اسپر روشن تر دلیل یہ ہے کہ آج برابر دو مہینے سے زیادہ کی موشگافی اور متواتر تجربوں کے بعد پھر اسی امریکہ کے مشہور نیویارک لینڈ کے

معزز اخبار "مارننگ اوری گوئین" نے

جسے ۵۴ سال سے روزانہ شایع ہونے کی عزت حاصل ہے اپنی ۲۰ نومبر کی اشاعت کے صفحہ ۱۳ پر ہماری حیرت انگیز ایجاد بال اڑانے کے صابن کی نسبت "ہندوستان کی کامیابی" کا ہیڈنگ دیکر جو کچھ ریمارک ظاہر کیا ہے اسکی ترجمہ کاپی ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:-

Succeso of Hindustan

A soap has been invented in Depilatory Soap Factory Amrit Sar. We are surprised, hairs are removed without injury to skin. Hindustani people are improving very fast. We congratulate Dr. Mohamed Hussain Surgeon for his wonderful discovery.

ترجمہ "ہندوستان کی کامیابی"

کارخانہ بال اڑانے کا صابون امرتسر میں

ایک صابون ایجاد کیا گیا ہے۔ ہم حیران ہیں کہ چمڑے کو بغیر کسی تکلیف کے بالوں کو اڑا دیتا ہے۔ ہندوستان کے لوگ بہت جلد ترقی کرتے جاتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر شیخ محمد حسین سرجن کو اس حیرت انگیز ایجاد پر مبارکباد دیتے ہیں +

کیا ضرورت ہے

کہ ہم مولہ بالا عبارت پر کچھ حاشیہ چڑھائیں۔ اس لئے کہ امریکہ جیسے ایجاد و صنعت کے مسلم استاد ملک کے ایک بہترین فرد کی رائے ہماری پاپیزری کی محتاج نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے لئے اس سے زیادہ افتخار کا کوئی موقعہ نہیں ہو سکتا کہ دنیا کے اس حصہ کا ایک معزز اہل الرائے ایڈیٹر اسکے ایک موجد کی تعریف میں رطب اللسان ہے جو اسوقت صنعت و حرفت اور اختراع و ایجاد کا سرچشمہ مانا جاتا ہے +

سونے پر سہاگہ ہے کہ امریکہ کے اخبار موصوف نے کیا ریکھان میں کے بعد ہمارے بال اڑانے کے صابون کی بیش از بیش خوبیوں کا اعتراف کیا ہے اور حیرانی ظاہر کی ہے کہ جلد پر کسی قسم کا برا اثر کرنے کے بغیر یہ صابون بالوں کو بیخ و بن سے اڑا دیتا ہے۔ اب اس سے بڑھ کر تجربہ اور شہادت کا کوئی درجہ نہیں رہا جس کا آپ کو انتظار ہو۔ بس آپ بے تامل بیتابانہ بال اڑانے کا صابون منگائیں +

خاص الخاص اوصاف یہ ہیں کہ یہ صابون عام صابنوں کی طرح ملنے سے دیکھتے دیکھتے ہر مقام کے بالوں کو دھوبی کی طرح اڑا دیتا ہے اور جلد کو خوبصورت اور ملائم کر دیتا ہے۔ اور اسپر طرہ یہ کہ بال دیر بعد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بھی بہت کم نہایت ملائم دوبارہ۔ اب اس سے بڑھ کر آسان اور بالوں کو بلا خطر اڑا دینے کا اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کیا بلکہ دنیا بھر میں اس ایجاد کا چرچا ہو رہا ہے +

قیمت { فی بکس جس میں چھ چھ آنہ والی تین ٹکیہ ہوتی ہیں چودہ آنہ محصول ۴؍ – دو بکس ڈیڑھ روپیہ (۱۸؍) محصول ۶؍ چار بکس دو روپے چودہ آنہ ۲؎ محصول ۸؍ چھ بکس ۴؎ محصول ۱۲؍ قیمت فی ٹکیہ چھ آنہ اور محصول ڈاک ۳؍

پتہ یہ ہے:-

ڈاکٹر شیخ محمد حسین سرجن اینڈ فزیشن

موجد بال اڑانے کا صابون **امرتسر** پنجاب

کیا طاعون لاعلاج مرض ہے؟

خداوند تعالےٰ

کی حکمت بالغہ کے باعث امراض پیدا ہوتے ہیں اور اسی کی عنایت و کرم سے اُن امراض کے سینکڑوں علاج ہوتے ہیں۔ لیکن علاج بالعکس دوا و ... قدرت نے ہر مرض کے لئے سب سامان مہیا کر رکھے ہیں۔ مگر بوجہ جہالت و کم توجہی ... سے آگاہ نہیں ہوتے

آگاہی کے لئے

خداوند تعالےٰ نے ایک خاص فرقہ پیدا کر رکھا ہے (جنکو حکیم و ڈاکٹر یا وید کہتے ہیں) جو خدا کے حکم سے دنیا کو ... اُن سربستہ رازوں کو کھول کر ... پہنچانے کے لئے ... کو پہنچاں ... (بالقادر ہی) ظاہر کرتا ہے۔

چنانچہ اس عاجز نے

آٹھ برس سے طاعون ہند میں آیا ہے ... تجربات مختلف صوبوں اور ضلعوں میں معدنی، نباتی اور حیوانی اجزاء کے مطبوع ... کر دے کر آزمایا۔

الحمدللہ بفضل آنحکیم مطلق

خراس دوا نے مرض طاعون کے علاج میں دنیا بھی کامیاب ... لگ بھگ نہیں۔ ... اس اعلان کی اجراء ضروری ... کی اطلاع دی جائے۔ اگر وہ اس خیال بیہودہ میں ... سمجھیں ... کہ طاعون کا کوئی علاج نہیں۔

علاج ہی یقیناً علاج ہے

بہتر ہے ملکی دیسی بھائیوں کی بڑی رسوم و عادات مثل سستی ... سماعی لوں ... وقت ... آخر علاج کے طلب۔ شروع مرض میں اخفاء آخری درجہ مرض میں علاج کا ... باقاعدہ طبیب سے نفرت ... وغیرہ سے دلی کراہت یقیناً لاعلاج ہیں۔

یہ اسباب ہیں

جو طاعون کیا دوسری بیماریوں میں بھی اُن کو کامیاب نہیں ہونے دیتے۔

وبائی بیماریوں میں

عالم بہت کم ہوتے ہیں۔ مرض کا مادہ زہریلا [illegible] اور [illegible] مطبق اللفوذ ہوتا ہے جو بہت جلد تمام اعضاء و رئیسہ دل، دماغ، جگر وغیرہ کو کام سے روک دیتا ہے۔

اسلئے جب تمکو

طاعون کے زہر کا جسم میں سرایت کرنے کا ذرا بھی شبہ ہو فوراً متوجہ علاج ہو جاؤ اور تمام تن من دھن سے علاج کرو۔ جس سے مرض یقیناً رک جائے گا۔ اگر معمولی عادت کے مطابق شروع مرض کے ایک دن یا دو دن بعد علاج شروع کرو گے تو اس وقت علاج کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

ہمارے دیسی بھائیوں

کی ایک اور بری عادت ہے کہ جب وبا شروع ہو جاتی ہے بلکہ کوئی مریض ہو جاتا ہے تب دوا طبیب اور حکیم سے طلب کرتے ہیں جو خط پہنچنے تک مرض بگڑ جاتا ہے۔

خوب یاد رکھنا چاہئے

وبا کے پھیلنے سے پہلے ... شہر یا گاؤں میں طاعون ابھی دور ہو دوا منگوا کر پاس رکھو تاکہ خدانخواستہ جب کسی کو بخار و درد سر معلوم ہو دوا دیدو۔ یقیناً اسی وقت مریض گھنٹہ میں صحت پائے گا۔ اور مرض بھی دب جائے گا۔ دوا جب ہی اپنا اثر دکھاتی ہے جبکہ مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل ہو۔

ہدایات

(۱) مرض شروع ہوتے ہی دوا شروع کر دو۔

(۲) جس گھر میں مرض پیدا ہوا ہے اس سے اسی کو نکال دو۔ اگر نکال نہیں سکتے تو ... کی منزل چھوڑ کر اوپر کی منزل ... علیحدہ ... کو اور دوسرے سب کو رکھو کیونکہ اس گھر میں تمہارا مخالف دشمن (مرض) جس کے وجود سے تم خبر نہیں رکھتے موجود ہے۔

(۳) کمرے گرم رکھو کیونکہ سردی منافی صحت ہے۔ سردی سے سردی ... کے باعث دل بند ہو سکتا ہے۔ سردی سے خون کا دورہ کم ہو جاتا ہے اور اعضائے اندرونی پر سخت صدمہ ہوتا ہے۔ گرمی معاون ... اور اعضاء کی مددگار۔ طاعون گرم سردی میں پھیلتے پھرتے ہیں خصوصاً مرطوب جگہ اور تنگ و تنگ ایام میں۔

(۴) مریض کو قبض نہ ہونے دو۔

(۵) مریض کو چت لیٹنے رکھو۔ اور اُٹھنے بیٹھنے سے روکو۔

(۶) مریض کو دوسرے مریضوں کی خبر یا کسی خوفناک صدمہ کی اطلاع نہ دو۔

(۷) غذا اسپغول، دودھ، کچی ... وغیرہ تھوڑا تھوڑا دو۔ ... دن دو۔ ثقیل غذا سے ساتھ ... پرہیز رکھو۔

(۸) انگلی ... [illegible] ... یا شہد ... [illegible]

(۹) دوا ... اگر مرض خفیف ہے ... خالص شہد ... ملا کر ایک ایک گھنٹہ بعد دو۔ جب بخار اور درد سر وغیرہ دور ہو جائے دوا کو ترک ... گرم یا دودھ سوجی ملا کر دیا کرو۔

اگر مرض شدید ہے

تو آدھ آدھ گھنٹہ کے وقفہ سے دس دس قطرے دوا شہد یا شربت صندل یا لیموں کی سکنجبین میں ملا کر ... دیتے جاؤ تا وقتیکہ مریض کو ہوش آ جائے اور ... چلے۔ اگر سر میں درد ہو تو ... پانی ... گرم پانی ... کرو۔

علاج حفظ ماتقدم

یعنی مرض طاعون سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جب کسی کنبہ میں ایک مریض طاعون ہو جائے تب دوسرے تندرستوں کو ہماری دوا اکسیر شفا ۔۔۔ بوند شہد میں ملا کر ... خدمت گار وغیرہ ... مریض کے پاس ... دن میں پی لیا کریں۔

خبردار! ہوشیار!!

مریض کے سانس ... مریض ... [illegible] ... جسم ... دور ... رکھو۔

کیا وجہ ہے

اکسیر کنبہ میں بعض اوقات ایک ہی بیمار ہو جاتا ہے۔ باقی بچے رہتے ہیں ... ہوتا ہے کہ یہ بیماری زہر کے جسم ... ہونے سے ... جسم ... [illegible]

کرے ... بیمار ہو چکے۔ دوم ... [illegible] ... بیماری ... [illegible]

[illegible]

اکثر مذاہب

کی کتابوں میں ایک مخلوق کا جو نظر نہیں آتی ذکر پایا جاتا ہے۔ اسکی طاقت ... [illegible]

وہ یہی مخلوق ہے

[illegible]

اکسیر شفا ہے اور بس

[illegible]